تاریخ طبری

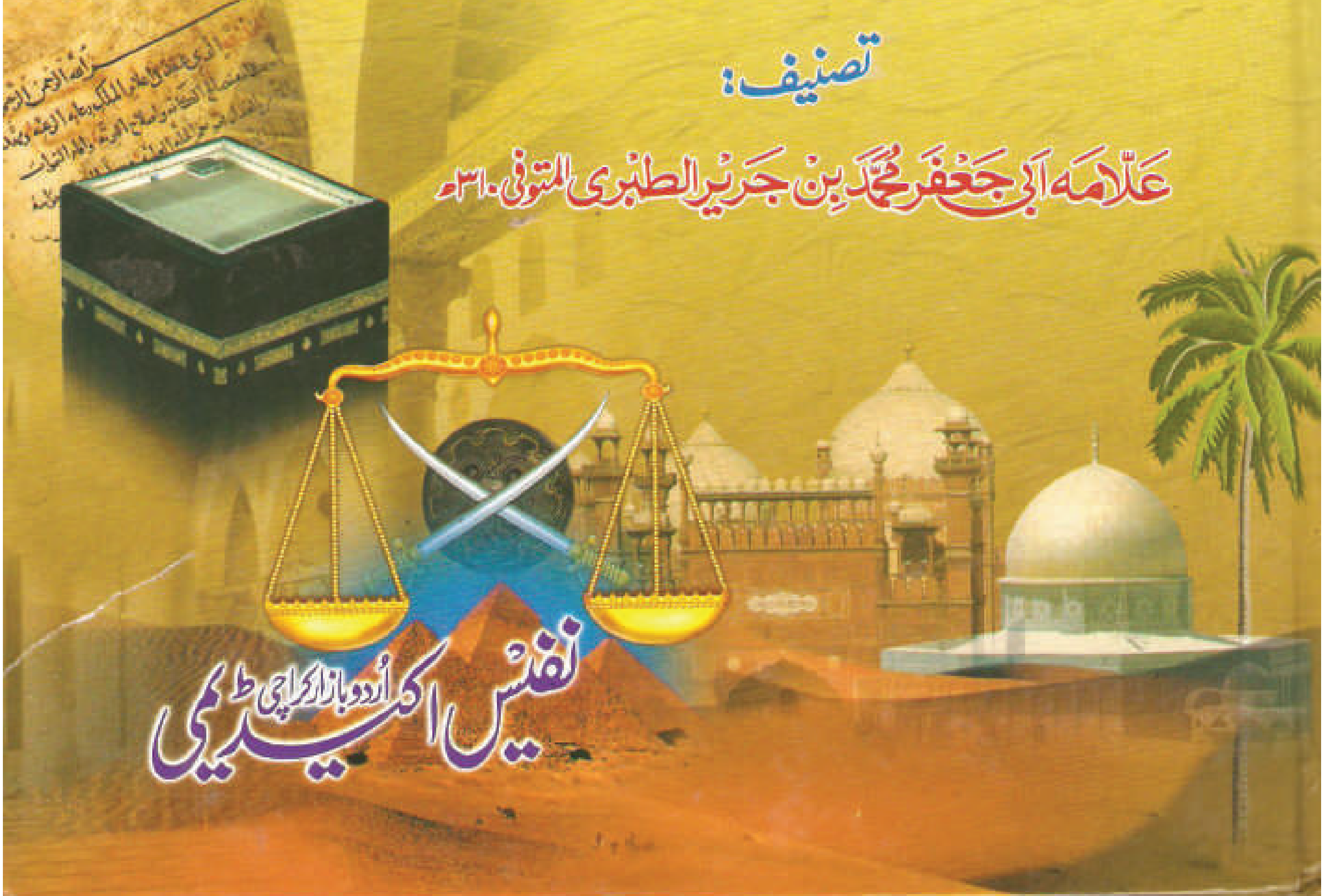
تاریخ الامم والملوک

جلد دوم

حضور نبی کریمؐ سے لے کر خلیفہ دوم حضرت عمر فاروقؓ تک

تصنیف:

علامہ ابی جعفر محمد بن جریر الطبری المتوفی ۳۱۰ھ



نفیس اکیڈمی
اردو بازار کراچی

تاریخ طبری

تاریخ الامم والملوک

جلد دوم

تصنیف: علامہ ابی جعفر محمدؒ بن جریر الطبری المتوفی ۳۱۰ھ

سیرت النبی ﷺ حصہ اوّل

ترجمہ: سید محمدؒ ابراہیم (ایم اے) ندوی ◉ ترتیب وتبویب: شبیر حسین قریشی (ایم۔ اے)

تاریخ اسلام کے قدیم ترین اور مستند مؤرخ علامہ محمد بن جریر الطبری کی تاریخ الامم والملوک جس میں آنحضرت ﷺ کی سیرت مبارکہ کی تمام تفصیلات معتبر اور اصل راویوں تک مکمل سلسلہء اسناد کے ذریعہ بیان کی گئی ہیں یہی وہ نایاب تاریخ ہے جو زمانہ قدیم سے لے کر عصر حاضر تک سیرت مبارکہ کی معتبر اور مستند ماخذ رہی ہے تاریخ اسلام کے تمام مؤرخین نے اسی سے خوشہ چینی کی ہے۔

نفیس اکیڈمی
اردو بازار کراچی

تاریخ طبری تاریخ الامم والملوک

کے

اردو ترجمہ کے جملہ حقوق قانونی اشاعت وطباعت دائمی

تصحیح وترتیب وتبویب

چوھدری طارق اقبال گاھندری

مالک نفیس اکیڈمی۔ اُردو بازار کراچی محفوظ ہیں

نام کتاب: ــــــــ تاریخ طبری تاریخ الامم والملوک

مصنف: ــــــــ علامہ ابی جعفر محمد بن جریر الطبری

ناشر: ــــــــ نفیس اکیڈمی اُردو بازار کراچی

طبع: ــــــــ جدید کمپیوٹر ایڈیشن اپریل ۲۰۰۴ء

ایڈیشن: ــــــــ آفسٹ

نفیس اکیڈمی اُردو بازار کراچی

ابطح میں کھڑے ہو کر کہا اے بنو عبدالمطلب اے بنو عبد مناف اے بنو قصی'' پھر آپ نے قریش کے تمام قبائل اور خاندانوں کو فرداً فرداً نام لے کر مخاطب کر کے کہا میں تم کو اللہ کی جانب بلاتا ہوں اور اس کے عذاب سے ڈراتا ہوں۔

عبدالرحمن بن القاسم اپنے باپ سے روایت کرتا ہے کہ رسول اللہ کو حکم دیا گیا کہ جو پیام اللہ کی طرف سے ان کو ملا ہے اس کا وہ اعلان کریں' لوگوں کو اپنی تعلیم دیں اور اللہ کی طرف دعوت دیں۔ نبی ہونے کے بعد تین سال تک آپ خفیہ طور پر اپنی تعلیم دیتے تھے اس کے بعد اب آپ کو علانیہ طور پر تبلیغ کا حکم ہوا۔

ابو طالب اور وفد کفار:

اسی راوی سے دوسرے سلسلہ سے مروی ہے چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے اللہ کے حکم سے اپنی تعلیم کا اعلان کیا اپنی قوم کو اسلام کی دعوت دی' صرف اس پر ان کی قوم والے نہ آپ سے بیگانہ ہوئے اور نہ انھوں نے آپ کی کسی قسم کی تردید کی۔ مگر جب آپؐ نے ان کے خداؤں کا ذکر کر کے ان کی برائی کی وہ سب آپؐ سے متنفر ہو گئے اور مخالفت اور عداوت کے لیے آمادہ ہوئے' البتہ ان میں سے جو اسلام لا چکے تھے ان کی تعداد بہت کم تھی اور انھوں نے اپنے کو چھپا رکھا تھا' وہ اس ارادے سے علیحدہ تھے اس خطرہ کو محسوس کر کے آپؐ کے چچا ابو طالب آپؐ کے لیے سپر بن گئے اور دشمن کے نرغے سے بچانے کے لیے آپؐ کے آگے کھڑے ہو گئے' مگر آپؐ ان کی شورش سے قطعی متاثر نہ ہوئے بلکہ برابر اسی طرح اللہ کے حکم کا اعلان کرتے رہے۔ جب قریش نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ باوجود ان کی مخالفت اور ترک تعلق کے ان کے معبودوں کو برا کہنا نہیں چھوڑتے اور ابو طالب ان کے سپر اور محافظ ہیں وہ ان کو قریش کے حوالے نہیں کرتے' قریش کے عمائد عتبہ بن ربیعہ' شیبہ بن ربیعہ' ابو البختری بن ہشام' اسود بن عبدالمطلب' ولید بن المغیرہ' ابو جہل بن ہشام' عاص بن وائل اور حجاج کے بیٹے نبلیہ اور منبہ یا جوان میں سے خود چل کر جا سکے ابو طالب کے پاس آئے اور کہا تمہارے بھتیجے نے ہمارے خداؤں کو گالیاں دیں ہمارے مذہب کی مذمت کی' ہم کو احمق بتایا اور ہمارے آباؤ اجداد کو گمراہ قرار دیا۔ تم اس کو ان باتوں سے روک دو یا اس کی حمایت نہ کرو ہمیں نبٹ لینے دو' کیونکہ عقائد میں تم بھی ہماری طرح اس کے مخالف ہو لہٰذا ہم تم کو بھی اس کی طرف سے مطمئن کر دیں گے ابو طالب نے نہایت نرم لہجے میں ان سے گفتگو کی اور بہت خوش اسلوبی سے ان کو رد کر دیا' وہ پلٹ گئے اور آپ بدستور اللہ کے حکم کی تبلیغ اور اس کی دعوت دیتے رہے۔

کفار مکہ کا دوسرا وفد:

رفتہ رفتہ رسول اللہ ﷺ اور قریش کے تعلقات بہت خراب ہو گئے انھوں نے آپؐ سے قطعی علیحدگی اختیار کی اور آپ کے دشمن ہو گئے وہ اکثر آپ کا ذکر دشمنی اور برائی سے کرنے لگے۔ آپ کی مخالفت کے لیے انھوں نے آپس میں معاہدے کیے اور ایک دوسرے کو برانگیختہ کیا۔ اس کے بعد وہ پھر دوسری مرتبہ ابو طالب کے پاس گئے اور کہا اے ابو طالب! باعتبار اپنے سن اور شرافت کے ہمارے قلوب میں تمہاری خاص وقعت و منزلت ہے۔ ہم نے تم سے درخواست کی تھی کہ تم اپنے بھتیجے کو ہماری مذمت اور منقصت سے روک دو مگر تم نے ایسا نہیں کیا اور ہم بخدا اس بات کو کبھی گوارا نہیں کریں گے کہ وہ ہمارے آباء کو گالیاں دے' ہم کو بے وقوف بتائے اور ہمارے معبودوں کی مذمت کرتا رہے یا تو تم اسے ان باتوں سے روک لو ورنہ اس معاملہ میں ہم اس کا اور تمہارا دونوں کا مقابلہ کریں گے اب ہم میں سے جو چاہے تباہ ہو۔ یہ کہہ کر وہ چلے گئے۔ ایک طرف ابو طالب کو اپنی قوم کی علیحدگی اور عداوت بہت گراں ہوئی مگر دوسری طرف ان کو یہ بھی گوارا نہ ہوا کہ وہ رسول اللہ ﷺ کو ان کے حوالہ کر دیں یا ان کی حمایت چھوڑ دیں۔

سدی سے مروی ہے کہ قریش کے کچھ لوگ جمع ہوئے ان میں ابوجہل بن ہشام عاص بن وائل اسود بن عبدالمطلب اسد بن عبدیغوث اور دوسرے مشائخ قریش تھے۔ ان میں سے بعض نے بعض سے کہا کہ ہمیں ابوطالب کے پاس لے چلو تا کہ ہم اس سے گفتگو کریں اور کچھ اپنا تصفیہ کریں تا کہ وہ اپنے بھتیجے کو ہدایت کرے کہ وہ ہمارے دیوتاؤں کو گالیاں دینا چھوڑ دے اور ہم اسے اور اس کے خدا کو جس کی وہ پرستش کرتا ہے اس کے حال پر چھوڑ دیں۔ ہم اس بات سے ڈرتے ہیں کہ یہ شیخ مرجائے پھر ہم سے اس کے بھتیجے کو ضرر پہنچے اس وقت عرب ہم پر طعن کریں گے کہ چچا کی زندگی میں تو انھوں نے اسے کچھ کہا نہیں اس کے مرتے ہی اس کے بھتیجے کو دبوچ لیا۔

حضرت محمد ﷺ اور ابوطالب:

انھوں نے ایک شخص مطلب کو ابوطالب کے پاس بھیجا اس نے اس سے ان کی ملاقات کی اجازت چاہی اور کہا کہ تمہاری قوم عمائد وا کابر تم سے ملنے آئے ہیں۔ ابوطالب نے ان کو آنے کی اجازت دی وہ اس کے پاس آئے اور کہا کہ آپ بڑے بزرگ اور سردار ہیں آپ اپنے بھتیجے کے مقابلہ میں ہمارا انصاف کیجئے آپ اسے منع کر دیں کہ وہ ہمارے خداؤں کو گالیاں نہ دے ہم اس کے خدا سے کوئی تعرض نہ کریں گے۔ ابوطالب نے رسول اللہ ﷺ کو بلا بھیجا اور ان سے کہا اے میرے بھتیجے یہ تمہاری قوم کے بزرگ اور عمائد ہیں یہ تم سے یہ تصفیہ چاہتے ہیں کہ تم ان کے دیوتاؤں کو گالیاں دینا چھوڑ دو وہ تم سے اور تمہارے خدا سے کوئی تعرض نہ کریں گے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا چچا جان کیا میں ان کو ایسی بات کی دعوت نہیں دے رہا ہوں جو ان کی بت پرستی سے بہتر ہے۔ ابو طالب نے پوچھا وہ کیا دعوت ہے؟ آپؐ نے فرمایا میں چاہتا ہوں کہ وہ صرف ایک بات کے قائل ہو جائیں تو تمام عرب اور عجم ان کے زیر فرمان آ جائیں گے۔ ابوجہل نے کہا وہ کیا بات ہے بیان تو کرو تمہارے باپ کی قسم ہے اس کے لیے تو ہم بالکل آمادہ ہیں بلکہ اس سے دس اور بھی ماننے کے لیے تیار ہیں۔ آپؐ نے فرمایا کہو "لا الہ الا اللہ" یہ سنتے ہی وہ سب بدک گئے اور کہنے لگے کہ اس کے علاوہ اور جو کچھ کہو وہ ہمیں منظور ہے۔ آپؐ نے فرمایا اگر تم آفتاب کو میرے ہاتھ پر لا کر رکھو تب بھی میں اس کے سوا اور کسی بات کا تم سے مطالبہ نہیں کروں گا۔ یہ سن کر وہ سب بہت برہم ہو کر مجلس اٹھ کھڑے ہوئے اور کہنے لگے کہ اب سے ہم تجھے اور تیرے اس خدا کو جس نے تجھے اس کا حکم دیا ہے ضرور گالیاں دیں گے۔

ابوطالب کا قبول اسلام سے انکار:

رسول اللہ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کے فرمان وَانْطَلَقَ الْمَلَاءُ مِنْهُمْ اَنِ امْشُوْا وَاصْبِرُوْا عَلٰی اٰلِهَتِكُمْ اِنَّ هٰذَا لَشَیْءٌ یُّرَاد سے الا اختلاق تک قرآن تلاوت کیا اور چچا کو دیکھا ابوطالب نے کہا اے میرے بھتیجے تم نے ان کے ساتھ کچھ زیادتی نہیں کی۔ اس پر آپؐ نے ان سے کہا کہ تم صرف "لا الہ الا اللہ" کہہ دو میں قیامت میں اس پر تمہاری شہادت دوں گا۔ ابوطالب نے کہا اگر مجھے یہ اندیشہ نہ ہوتا کہ عرب مجھ کو طعنہ دیں گے کہ موت سے گھبرا کر میں نے اس کا اقرار کیا ہے تو میں ضرور تمہاری دعوت مان لیتا مگر اب تو اپنے بزرگوں کی ملت پر جان دیتا ہوں۔ اس موقع پر یہ آیت نازل ہوئی:

﴿ اِنَّكَ لَا تَهْدِیْ مَنْ اَحْبَبْتَ وَ لٰكِنَّ اللّٰهَ یَهْدِیْ مَنْ یَّشَآءُ ﴾

"بلاشبہ تم ہدایت نہیں دیتے جسے تم چاہتے ہو البتہ اللہ جسے چاہتا ہے راہِ راست پر لے آتا ہے"۔

حضرت محمد ﷺ کا کفارِ مکہ سے مطالبہ:

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ابوطالب بیمار ہوئے قریش کی ایک جماعت جس میں ابوجہل بھی تھا ان کے پاس گئی اور کہا

سدی سے مروی ہے کہ قریش کے کچھ لوگ جمع ہوئے' ان میں ابوجہل بن ہشام' عاص بن وائل' اسود بن عبدالمطلب' اسد بن عبد یغوث اور دوسرے مشائخ قریش تھے۔ ان میں سے بعض نے بعض سے کہا کہ ہمیں ابوطالب کے پاس لے چلو تا کہ ہم اس سے گفتگو کریں اور کچھ اپنا تصفیہ کریں تا کہ وہ اپنے بھتیجے کو ہدایت کرے کہ وہ ہمارے دیوتاؤں کو گالیاں دینا چھوڑے اور ہم اسے اور اس کے خدا کو جس کی وہ پرستش کرتا ہے اس کے حال پر چھوڑ دیں۔ ہم اس بات سے ڈرتے ہیں کہ یہ شیخ مرجائے پھر ہم سے اس کے بھتیجے کو ضرر پہنچے' اس وقت عرب ہم پر طعن کریں گے کہ چچا کی زندگی میں تو انھوں نے اسے کچھ کہا نہیں اس کے مرتے ہی اس کے بھتیجے کو دبوچ لیا۔

حضرت محمد ﷺ اور ابوطالب:

انھوں نے ایک شخص مطلب کو ابوطالب کے پاس بھیجا' اس نے اس سے ان کی ملاقات کی اجازت چاہی اور کہا کہ تمہاری قوم عمائدوا کابر تم سے ملنے آئے ہیں۔ ابوطالب نے ان کو آنے کی اجازت دی وہ اس کے پاس آئے اور کہا کہ آپ بڑے بزرگ اور سردار ہیں' آپ اپنے بھتیجے کے مقابلہ میں ہمارا انصاف کیجئے' آپ اسے منع کر دیں کہ وہ ہمارے خداؤں کو گالیاں نہ دے ہم اس کے خدا سے کوئی تعرض نہ کریں گے۔ ابوطالب نے رسول اللہ ﷺ کو بلا بھیجا اور ان سے کہا اے میرے بھتیجے یہ تمہاری قوم کے بزرگ اور عمائد ہیں' یہ تم سے یہ تصفیہ چاہتے ہیں کہ تم ان کے دیوتاؤں کو گالیاں دینا چھوڑ دو' وہ تم سے اور تمہارے خدا سے کوئی تعرض نہ کریں گے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا چچا جان کیا میں ان کو ایسی بات کی دعوت نہیں دے رہا ہوں جو ان کی بت پرستی سے بہتر ہے۔ ابو طالب نے پوچھا وہ کیا دعوت ہے؟ آپؐ نے فرمایا میں چاہتا ہوں کہ وہ صرف ایک بات کے قائل ہو جائیں تو تمام عرب اور عجم ان کے زیر فرمان آ جائیں گے۔ ابوجہل نے کہا وہ کیا بات ہے بیان تو کرو تمہارے باپ کی قسم ہے اس کے لیے تو ہم بالکل آمادہ ہیں بلکہ اس سے دس اور بھی ماننے کے لیے تیار ہیں۔ آپؐ نے فرمایا کہو ''لا الہ الا اللہ'' یہ سنتے ہی وہ سب بدک گئے اور کہنے لگے کہ اس کے علاوہ اور جو کچھ کہو وہ ہمیں منظور ہے۔ آپؐ نے فرمایا اگر تم آفتاب کو میرے ہاتھ پر لا کر رکھو تب بھی میں اس کے سوا اور کسی بات کا تم سے مطالبہ نہیں کروں گا۔ یہ سن کر وہ سب بہت برہم ہو کر مجلس اٹھ کھڑے ہوئے اور کہنے لگے کہ اب سے ہم تجھے اور تیرے اس خدا کو جس نے تجھے اس کا حکم دیا ہے ضرور گالیاں دیں گے۔

ابوطالب کا قبول اسلام سے انکار:

رسول اللہ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کے فرمان وَانْطَلَقَ الْمَلَاُ مِنْهُمْ اَنِ امْشُوْا وَاصْبِرُوْا عَلٰى اٰلِهَتِكُمْ اِنَّ هٰذَا لَشَیْءٌ یُّرَادُ سے اِلَّا اخْتِلَاقٌ تک قرآن تلاوت کیا اور چچا کو دیکھا ابوطالب نے کہا اے میرے بھتیجے تم نے ان کے ساتھ کچھ زیادتی نہیں کی۔ اس پر آپؐ نے ان سے کہا کہ تم صرف ''لا الہ الا اللہ'' کہہ دو' میں قیامت میں اس پر تمہاری شہادت دوں گا۔ ابوطالب نے کہا اگر مجھے یہ اندیشہ نہ ہوتا کہ عرب مجھ کو طعنہ دیں گے کہ موت سے گھبرا کر میں نے اس کا اقرار کیا ہے تو میں ضرور تمہاری دعوت مان لیتا مگر اب تو اپنے بزرگوں کی ملت پر جان دیتا ہوں۔ اس موقع پر یہ آیت نازل ہوئی:

﴿ اِنَّكَ لَا تَهْدِیْ مَنْ اَحْبَبْتَ وَ لٰكِنَّ اللّٰهَ یَهْدِیْ مَنْ یَّشَآءُ ﴾

''بلاشبہ تم ہدایت نہیں دیتے جسے تم چاہتے ہو البتہ اللہ جسے چاہتا ہے راہِ راست پر لے آتا ہے''۔

حضرت محمد ﷺ کا کفارِ مکہ سے مطالبہ:

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ابوطالب بیمار ہوئے قریش کی ایک جماعت جس میں ابوجہل بھی تھا ان کے پاس گئی اور کہا

کہ تمہارا بھتیجا ہمارے خداؤں کو گالیاں دیتا ہے اور ایسا کرتا ہے اور یہ کہتا ہے تم اسے بلا کر منع کر دو۔ ابوطالب نے رسول اللہ ﷺ کو بلا بھیجا' آپؐ ان کے ہاں تشریف لائے اندر آئے قریش کے اکابر اور ابوطالب کے درمیان ایک جگہ باقی تھی' ابوجہل کو اندیشہ ہوا کہ اگر یہ وہاں ابوطالب کے برابر بیٹھ گیا تو وہ اس کی طرف مائل اور اس پر مہربان ہو جائے گا' وہ لپک کر خود اس جگہ جا بیٹھا۔ اس طرح رسول اللہ ﷺ کو اپنے چچا کے پاس بیٹھنے کی جگہ نہ ملی' وہ دروازے کے پاس ہی بیٹھ گئے۔ ابوطالب نے کہا اے میرے بھتیجے دیکھو یہ تمہاری قوم والے شکایت کرتے ہیں تم ان کے معبودوں کو گالیاں دیتے ہو اور ایسی ایسی باتیں بیان کرتے ہو۔ اس پر قریش نے بھی دل کھول کر باتیں کہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا چچا جان میں چاہتا ہوں کہ یہ صرف ایک بات مان لیں تمام عرب ان کے مطیع ہو جائیں گے اور عجم جزیہ دینے پر مجبور ہوں گے۔ سب گھبرائے کہ ایسی کیا بات ہوگی جس سے ہم کو یہ بات حاصل ہو۔ انھوں نے کہا تم ایک بات منوانا چاہتے ہو ہم دس کے لیے آمادہ ہیں مگر وہ بات تو بیان کرو کیا ہے۔ ابوطالب نے بھی کہا اے میرے بھتیجے کہو وہ کیا بات ہے؟ آپؐ نے فرمایا "لا الہ الا اللہ" یہ سنتے ہی سب گھبرائے ہوئے کپڑے جھاڑتے ہوئے اٹھ کھڑے ہوئے اور کہتے جاتے تھے اَجَعَلَ الْاٰلِهَةَ اِلٰهًا وَّاحِدًا اِنَّ هٰذَا لَشَيْءٌ عُجَابٌ (اس نے تو بہت سے معبودوں کو ایک کر دیا یہ تو بڑے تعجب کی بات ہے) اللہ کے قول "لَمَّا يَذُوْقُوْا عَذَاب" تک قرآن نازل ہوا۔ اس حدیث کے الفاظ سلسلہ کے ایک راوی ابوکریب کے آئے ہیں۔

ابن اسحٰق کی روایت:

جب قریش نے ابوطالب سے رسول اللہ ﷺ کی یہ شکایت کی' اس نے آپ کو بلایا اور کہا اے میرے بھتیجے یہ تمہاری قوم والے میرے پاس آئے ہیں اور انھوں نے تمہاری یہ شکایت کی ہے تم مجھ پر اور اپنے پر رحم کرو اور مجھے ایسی دشواری میں نہ ڈالو جس سے میں عہدہ برآ نہ ہوسکوں۔ اس بات سے رسول اللہ ﷺ کو گمان ہوا کہ ضرور ان کے دل میں میری طرف سے کوئی بات بیٹھ گئی ہے اور یہ اب میری حمایت سے دست کش ہونے والے اور مجھے دشمنوں کے سپرد کرنے والے ہیں معلوم ہوتا ہے کہ وہ اب میری مدد کرنے سے عاجز ہو گئے ہیں اور میرا ساتھ نہیں دے سکتے۔ آپؐ نے فرمایا چچا جان اگر یہ لوگ آفتاب کو میرے داہنے ہاتھ میں ماہتاب کو میرے بائیں ہاتھ میں بھی اس لیے رکھ دیں کہ میں اپنی دعوت سے باز آ جاؤں تو یہ کبھی نہ ہوگا' اب چاہے اللہ مجھے کامیاب کرے یا میں اس سعی میں ہلاک ہو جاؤں۔ رسول اللہ ﷺ آبدیدہ ہوئے اور رونے لگے اور اٹھ کر جانے لگے۔ ابوطالب نے ان کو آواز دی کہ میرے بھتیجے میرے پاس آؤ۔ آپؐ پلٹ آئے ابوطالب نے کہا جاؤ جو تمہارا جی چاہے کہو' بخدا میں کبھی کسی وجہ سے تمہارا ساتھ نہ چھوڑوں گا۔

حضرت محمد ﷺ کی حوالگی کا مطالبہ:

جب قریش کو یہ بات اچھی طرح معلوم ہوگئی کہ ابوطالب نہ رسول اللہ ﷺ کی حمایت سے باز آئیں گے اور نہ وہ ان کو حوالے کریں گے اور وہ اس بات پر تلے ہوئے ہیں کہ اس معاملے میں ان سے قطعی ترک تعلق کر لیں اور دشمنی پر آمادہ رہیں۔ وہ عمارہ بن الولید بن المغیرہ کو لے کر ان کے پاس آئے اور کہا ابوطالب یہ عمارہ بن الولید ہے یہ قریش کا سب سے زیادہ تنومند وجیہہ اور خوبصورت جوان ہے اس کو تم لو اس کی عقل اور طاقت سے فائدہ اٹھاؤ۔ اس کو اپنا بیٹا بنا لو ہم یہ تم کو دیتے ہیں اور تم اپنے بھتیجے کو جس نے تمہارے اور تمہارے آباء کے مذہب کی مخالفت کی ہے اور تمہارے قومی شیرازے کو منتشر کر دیا ہے اور ان کو احمق ٹھہرایا ہے ہمارے حوالے کر دو تاکہ ہم اسے قتل کر دیں' ایک آدمی کے بدلے میں آدمی موجود ہے۔

ابوطالب کا انکار:

ابوطالب نے کہا بخدا یہ برا سودا ہے جو تم مجھ سے کرنا چاہتے ہو۔ تم اپنے بیٹے کو مجھے دیتے ہو کہ میں اسے تمہاری خاطر لیے

پھروں اور اپنے بیٹے کو تمہارے سپرد کردوں تاکہ تم اسے قتل کردو۔ یہ ہرگز نہ ہوگا مطعم بن عدی بن نوفل بن عبد مناف نے کہا۔ اے ابو طالب تمہاری قوم نے تمہارے مقابلے میں انصاف کیا ہے اور اس بات کی کوشش کی ہے کہ تم کو اس حالت سے جسے تم برا سمجھتے ہو اس طرح نکال لیں مگر معلوم ہوتا ہے کہ تم ان کی کسی بات کو بھی نہیں ماننا چاہتے۔ ابوطالب نے اس سے کہا انھوں نے ہرگز میرے ساتھ انصاف نہیں کیا ہے بلکہ تم میرا ساتھ چھوڑنے کا تصفیہ کر چکے ہو اور ان سب کو میرے اوپر چڑھالائے ہو اب جو جی چاہے کرو۔

کفار مکہ کا اسلام کے خلاف معاہدہ:

اس پر معاملے نے جھگڑے کی شکل اختیار کی' لڑائی ٹھن گئی' گالی گفتار پر نوبت پہنچی۔ پھر قریش نے مسلمانوں کے خلاف جنہوں نے ان کے قبائل میں سے رسول اللہ ﷺ کا ساتھ دیا اور اسلام لے آئے تھے آپس میں معاہدہ کیا کہ ہر قبیلہ اپنے آدمی کو قتل کردے چنانچہ ایسا ہی عمل ہونے لگا۔ ہر قبیلے نے اپنے قبیلے کے مسلمان کو طرح طرح سے عذاب دینا اور ستانا شروع کیا تاکہ وہ اسلام سے منحرف ہو جائیں۔ اللہ نے رسول اللہ ﷺ کی حفاظت ان کے چچا ابوطالب کے ذریعے کردی۔ جب ابوطالب نے دیکھا کہ قریش یہ حرکتیں کررہے ہیں انھوں نے بنو ہاشم اور بنو عبدالمطلب کو جمع کر کے ان میں تقریر کی' ان کو رسول اللہ ﷺ کی مدافعت اور رفاقت کی دعوت دی چنانچہ اس دعوت کو قبول کر کے ابولہب کے علاوہ وہ سب کے سب رسول اللہ ﷺ کی مدافیت اور رفاقت کے لئے ان کے پاس آگئے جب ابوطالب نے دیکھا کہ ان کی قوم بدل وجان رسول اللہ ﷺ کی مدافعت کے لیے آمادہ ہے اور وہ ان کے سپرد بنی ہوئی ہے وہ اس سے بہت خوش ہوئے' انھوں نے ان کی تعریف کی اور ان کی رائے کو رسول اللہ ﷺ کی موافقت میں زیادہ راسخ کرنے کے لیے ان پر رسول اللہ ﷺ کی فضیلت اور آپ کا مرتبہ وفوقیت جتلانے لگے۔ عروہ نے اس سلسلہ میں عبدالملک بن مروان کو لکھا تھا۔

مسلمانوں پر سختیاں:

جب رسول اللہ ﷺ نے اپنی قوم کو اس ہدایت اور نور کی طرف جسے دے کر اللہ نے آپ کو مبعوث فرمایا تھا دعوت دی تو ابتداء میں وہ آپؐ سے کنارہ کش نہیں ہوئے بلکہ قریب تھا کہ آپ کی بات مان لیتے مگر جب آپؐ نے ان کے جھوٹے معبودوں کا ذکر کیا اور قریش کی ایک جماعت جو صاحب املاک تھی طائف سے مکہ آئی تب انھوں نے آپ کی بات کو برا سمجھا یا آپؐ کے سخت مخالف ہوگئے اور انھوں نے اپنے فرماں برداروں کو آپؐ کے خلاف برانگیختہ کیا۔ اس طرح اکثر آدمی آپ کا ساتھ چھوڑ کر علیحدہ ہوئے البتہ صرف تھوڑے سے وہ لوگ آپؐ کے ساتھ رہ گئے جن کو اللہ نے اسلام پر قائم رکھا۔ کچھ عرصہ اسی طرح گزرا' پھر قریش کے رؤساء نے مشورہ کر کے اس بات کا تہیہ کرلیا کہ ان کے بیٹے' بھائی یا قبیلہ والوں میں سے جو مسلمان ہوگئے ہیں ان کو کسی نہ کسی طرح سے اسلام سے برگشتہ کیا جائے۔

پہلی ہجرت:

یہ رسول اللہ ﷺ کے پیرو مسلمانوں پر بڑی تکلیف اور سخت آزمائش کا وقت تھا جو ان کے بہکانے میں آگئے وہ مرتد ہوگئے اور جن کو اللہ نے اس فتنہ سے بچانا چاہا وہ بدستور اسلام پر قائم رہے جب مسلمانوں کے ساتھ یہ شرارت کی گئی' رسول اللہ ﷺ نے ان کو حبشہ چلے جانے کا حکم دیا۔ کیونکہ اس وقت حبشہ کا بادشاہ نجاشی نہایت عادل اور نیک فرماں روا تھا' اس کی حکومت کی تعریف کی جاتی تھی اس سے پہلے سے حبشہ قریش کی تجارت گاہ تھا۔ جب یہ تجارت کی غرض سے وہاں جاتے تو وہاں خوراک کی فراوانی اور امن پاتے اور تجارت میں فائدہ کماتے۔ اسی وجہ سے رسول اللہ ﷺ نے مسلمانوں کو حبشہ جانے کا حکم دیا چنانچہ جب مکہ میں مسلمانوں پر جبر